اقدار اور طرزِ زندگی سے آگاہ کیا جارہا ہے۔ یہ پروگرام معروف عیسائی ادیب تحریر کرتے ہیں اور ان کا مقصد یہ ہے کہ ناظرین میں عیسائی عقیدے سے دلچسپی پیدا ہو اور اسے مزید سمجھنے کی خواہش میں اضافہ ہو۔"

"ان دنوں مڈل ایسٹ میڈیا مواد کی تیاری کے لیے چھ دیگر تبلیغی تنظیموں کے ساتھ مل کر کام کررہی ہے جو تائیوان، کولمبیا اور انڈیا جیسے دور دراز ملکوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس وقت مشرقِ وسطیٰ میں ٹیلی وژن تک عیسائیوں کی رسائی بہت محدود ہے مگر حالات بڑی تیزی سے تبدیل ہورہے ہیں۔ سیٹلائٹ براڈ کاسٹنگ کے ذریعے علاقے میں پروگرام براہِ راست دکھائے جانے لگے ہیں اور زیادہ سے زیادہ عرب ڈش انٹینے خریدرہے ہیں۔ ڈش انٹینا کی تنصیب کے لیے بعض اوقات وہ بڑی بڑی رقمیں خرچ کرتے ہیں۔ بعض ملکوں میں سیٹلائٹ کے ذریعے نشر ہونے والے غیر ملکی پروگراموں کے دیکھنے پر پابندی کچھ زیادہ نہیں ہے اور مڈل ایسٹ میڈیا اس دن کا انتظار کررہی ہے جب اسے عرب دنیا میں ان لاکھوں انسانوں کے لیے کھلے عام مقدس تعلیمات نشر کرنے کا موقع میسر آئے گا، جن میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے اب تک کسی عیسائی سے ملاقات تک نہیں کی۔"

عرب دنیا میں مسلمانوں سے رابطے کا "بہترین موقع"

"ہمیں تاریخ میں ایک ایسا دریچہ نظر آرہا ہے جو اس سے پہلے کبھی کُھلا دکھائی نہیں دیا۔" پلس (Pluse) کی رپورٹ کے مطابق یہ بات ایک نوجوان نے "مشن مڈل ایسٹ" سے وابستہ ایک ماہر سے کہی ہے جو عرب ملکوں میں بکثرت آمدورفت کے پیشِ نظر اپنا نام مخفی رکھنا چاہتا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ "خلیجی جنگ نے ہر چیز کو بدل کر رکھ دیا ہے۔" بہت سے عرب عوام، خصوصاً جن کے ملک عراق کے خلاف متحد تھے، مقدس تعلیمات کو سننے کے لیے پہلے سے کہیں زیادہ آمادہ دکھائی دیتے ہیں۔

اسی کے ساتھ خلیجی ریاستوں میں غیر ملکی کارکنوں کی فوری ضرورت عیسائیوں کو ایک منفرد موقع فراہم کرتی ہے کہ وہ سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں ان غیر ملکی مزدوروں کی جگہ لے سکیں جنہیں رپورٹ کے مطابق بحران کے نتیجے میں علاقے سے بے دخل ہونا پڑا تھا۔ "یہ اسامیاں راتوں رات پُر نہیں ہوسکتیں۔ وہ عیسائی جو "خیمہ سازوں" کی حیثیت سے وہاں بھیجے جانے کے خواہش مند ہیں۔ ان کے لیے یہ ایک اہم موقع ہے۔"

"مغربی دنیا کے وہ فوجی جو بحران کے دوران میں علاقے میں تعینات رہے تھے، شہری زندگی اختیار کرنے پر ان میں سے بہت سے لوگ خیمہ ساز مشنری بن سکتے ہیں۔ مشن مڈل ایسٹ کے ماہر کے بقول "فوجیوں اور لڑنے والے دیگر لوگوں کے اہل خانہ میں خدا کی رغبت بہت زیادہ تھی۔" "دوسری جنگ عظیم کے بعد ہزاروں فوجی ان علاقوں میں مشنری کے طور پر واپس آئے جہاں وہ پہلے لڑائی میں حصہ لے چکے تھے۔" "میرا ایمان ہے کہ ہم اس قسم کے وقوع کی دوبارہ توقع رکھ سکتے ہیں۔"

رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ "اس صورت حال کے نتیجے میں عیسائیوں کے لیے رواداری، عیسائی اخلاقیات کے لیے پسندیدگی اور عیسائیوں کو سننے کے لیے آمادگی میں بہت اضافہ ہوا ہے۔" حقیقت یہ ہے کہ گذشتہ پانچ دس سال کے عرصے میں عرب دنیا کے بڑے حصے میں عیسائیت کے لیے کشادگی پیدا ہوئی ہے۔" "ان ملکوں میں جہاں بنیاد پرستی جڑ پکڑ رہی ہے، عیسائیوں بالخصوص مسلمانوں سے عیسائی بننے والوں کے لیے، رہنا اور اپنے مذہب کی شہادت دینا دشوار تر ہوتا جارہا ہے۔ تاہم سختی سے اپنی روایات پر کاربند ملکوں میں بھی خدا کی کارگزاری کا پتہ چلتا ہے۔" اس طرح متعدد خلیجی ریاستوں میں آہستہ روی سے حیران کن حد تک خدائی کارروائی جاری ہے۔"

رپورٹ میں مبصّر مزید کہتا ہے کہ "دوسال پہلے یہ اطلاع موصول ہوئی تھی کہ سعودی عرب میں کسی بیرونی تعلق کے بغیر دوا نجمنیں قائم کی جارہی تھیں۔ اب سعودی عرب، اومان اور قطر میں ایسے افراد کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی ہے جو بائبل کے مطالعے کے لیے باقاعدگی سے اجتماعات کرتے ہیں۔" "یہ ثبوت بھی ملتا ہے کہ خلیجی بحران کے باعث عراق کے چرچ کو تقویت حاصل ہوئی ہے کیوں کہ شدید مشکلات کے علی الرغم عیسائی پوری مستقل مزاجی سے خدا کی شہادت دیتے رہے۔ حوصلہ افزا بات یہ ہے کہ بحران کے عرصے میں بائبل کے ہزاروں نسخے اردن کے راستے عراق میں پہنچ گئے۔" "اردن، قبرص اور کویت میں عیسائیوں کے امدادی کام نے مسلمانوں کو بہت متاثر کیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ بہت سے نئے لوگ غالباً مقدس تعلیمات کو سننے کے لیے اس قدر تیار ہیں جتنے پہلے کبھی نہیں تھے۔"

مشرقِ وسطیٰ کے وائی۔ ڈبلیو۔ اے۔ ایم کے ایک ذمہ دار کہتے ہیں کہ "بعض جگہوں پر عیسائیوں کو ایذائیں دی جارہی ہیں تاہم مقدس تعلیمات کے لیے کشادگی کا رجحان موجود ہے۔" ان میں سے اکثر ملکوں میں جو مواقع اس وقت دستیاب ہیں۔ ان کی مثال اس سے پہلے کہیں

نہیں ملتی۔ رپورٹ کے مطابق " ہمیں اس تاریخی موقع سے فائدہ اٹھانے کےلیے تیار رہنا چاہیے۔"

مشن

سینٹ پیٹر اپوسل مشن ایڈ سوسائٹی نے 73000 سے زائد متعلّمین کی مدد کی۔ یہ تعداد گذشتہ سال کے مقابلے میں 2000 زیادہ ہے۔

سینٹ پیٹر اپوسل ایڈ سوسائٹی کی رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ 90-1989ء کے تعلیمی سال میں مشن کے علاقوں میں مذکورہ سوسائٹی کے تعاون سے بڑے یا چھوٹے دینیاتی متعلّموں کی تعداد میں مزید اضافہ ہوا ہے۔ اس تعداد میں جنوب مشرقی ایشیا کے وہ متعلم شامل نہیں ہیں جو اپنے ممالک کی اندرونی سیاسی صورت حال کی وجہ سے الگ تھلگ ہو کر رہ گئے ہیں۔ سینٹ پیٹر اپوسل سوسائٹی جن متعلموں کی مدد کرتی ہے، ان کی اکثریت the Congregation for evangelization of peoples (عوامی تبلیغ کے اجتماع) پر انحصار کرتی ہے۔ تاہم کچھ متعلمین ایسے بھی ہیں، سوسائٹی جن کی امداد کرتی ہے مگر ان کا انحصار دوسرے مذہبی اجتماعات پر ہے۔

رپورٹ کے مطابق سوسائٹی کی امداد حاصل کرنے والے متعلّمین کی مجموعی تعداد 73451 ہے۔ ان میں سے بڑے متعلم 22300 ہیں جبکہ چھوٹے 51151 ہیں۔ دستیاب اعداد و شمار کے مطابق گذشتہ سال میں متعلموں کی تعداد میں 2059 کا اضافہ ہوا۔ ان میں سے 1544 بڑے جبکہ 515 چھوٹے تھے۔

سب سے زیادہ متعلموں والے ممالک

متعلموں کی تعداد کے حوالے سے براعظموں میں افریقہ سرفہرست ہے کیونکہ یہاں متعلموں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ 10108 متعلمین دینی پیشوائیت کے امیدوار اور فلسفہ و دینیات کے مطالعہ میں مصروف ہیں۔ 7804 افراد کے ساتھ ایشیا دوسرے نمبر پر ہے۔

ہم ذیل میں مختلف براعظموں میں ان ممالک کے نام شائع کر رہے ہیں جہاں متعلموں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔